بِسۡمِ اللّٰہِ

پیغامِ صلح انٹرنیشنل

اکتوبر ۲۰۲۰ء
صفر/ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان۔

ہمارے عقاید

حضرت محمد مصطفیٰ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا
قرآن کی کسی آیت کی نہ تلاوت منسوخ ہے اور نہ حکم
حضرت مرزا غلام احمدؒ وہ مجدد تھے، جن کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی۔

مدیران

شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد
ارشد علوی

فہرست مضامین

۱: کلام امام (اسلامی اصول کی فلاسفی قسط۔۱۰)	۲
۲: باہمی تنازعہ میں فیصلے کا طریق خطبہ حضرت مولانا محمد علیؒ	۴
۳: جلال اُن کا کلام علوی	۷
۴: کلامِ گورونانک۔	۷

حضرت مسیح موعود نے فرمایا

مردم شماری کے فارم میں لکھو'مسلمان فرقہ احمدیہ'۔

- 'مجھے چھوڑ کر تم کون سا اسلام پیش کروگے'۔

غیر از جماعت امام اگر کلمہ گو کو کافر کہنے والے کے کافر ہونے کا اعلان کرے تو اُس کے پیچھے نماز ادا کرو۔

- احمدی کے لئے لازمی ہے کہ ہر ماہ چندہ دے۔

جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ جماعت سے خارج ہے۔

ہر احمدی کے لئے اپنی وصیت میں جماعت کے لئے ایک حصہ چھوڑنا لازمی ہے۔

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

Radio Virtual Mosque on http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

Youtube: shorturl.at/foF02

پروگرام و اوقات

اتوار	اردو ۰۹:۰۰	انگریزی ۰۹:۳۰
جمعہ	انگریزی	۱۳:۰۰
عیدین	انگریزی	۱۱:۰۰

پیر سے جمعرات

ریڈیو نشریات

۱۹۰۰-تدبر القرآن اردو

۱۹۳۰- Reflections in the Holy Quran انگریزی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ای میل: Imam@LACommunity.uk

وقت تھا، وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا۔

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؒ

اسلامی اصول کی فلاسفی (قسط۔۱۱)

مُرتّب:۔ ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں۔

اِنسان کی اِخلاقی حالتیں

دُوسرا حصہ قرآنی اصلاح کا یہ ہے کہ طبعی حالتوں کو شرائط مناسبہ کے ساتھ مشروط کرکے اخلاق فاضلہ تک پہنچایا جائے۔ سو واضح ہو کہ یہ حصہ بہت بڑا ہے۔ اگر ہم اس حصہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں یعنی تمام وہ اخلاق اس جگہ لکھنا چاہیں جو قرآن شریف نے بیان کئے تو یہ مضمون اس قدر لمبا ہو جائے گا کہ وقت اس کے دسویں حصہ تک کو بھی کفایت نہیں کرے گا۔ اس لئے چند اخلاق فاضلہ نمونے کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اخلاق کی دو قِسمیں

اب جاننا چاہیئے کہ اِخلاق دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترکِ شر پر قادر ہوتا ہے۔ دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ایصالِ خیر پر قادر ہوتا ہے اور ترکِ شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عُضو سے دوسرے کے مال یا عزّت یا جان کو نقصان نہ پہنچا سکے یا نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ نہ کر سکے اور ایصالِ خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان سے، اپنے ہاتھ، اپنے مال یا اپنے علم

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

۲۔ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"

۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

۴۔ بمُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوانبیاء

۵۔ ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیّع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہر ایک شخص جو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہر گز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

یا کسی اور ذریعہ سے دُوسرے کے مال یا عزّت کو فائدہ پہنچا سکے۔ یا اس کے جلال یا عزّت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے۔ یا اگر کسی نے اس پر کوئی ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا اس سے درگذر کر سکے اور اس طرح اس کو دُکھ اور عذابِ بدنی اور تاوانِ مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچا سکے اور اس کو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اس کیلئے سراسر رحمت ہے۔

اِخلاق ترکِ شر

اب واضح ہو کہ وہ اخلاق جو ترکِ شر کیلئے صانع حقیقی نے مقرر فرمائے ہیں وہ زبان عربی میں جو تمام انسانی خیالات اور اوضاع اور اخلاق کے اظہار کیلئے ایک ایک مفرد لفظ اپنے اندر رکھتی ہے۔ چار ناموں سے موسوم ہیں۔

پہلا خُلق احصان

چنانچہ پہلا خُلق احصان کے نام سے موسوم ہے اور اس لفظ سے مراد خاص وہ پاک دامنی ہے جو مرد اور عورت کی قوت تناسل سے علاقہ رکھتی ہے اور محصن یا محصنہ اس مرد یا عورت کو کہا جائے گا کہ جو حرام کاری یا اس کے مقدمات سے مجتنب رہ کر اس ناپاک بدکاری سے اپنے تئیں

> ایصال خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان سے، اپنے ہاتھ، اپنے مال یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دُوسرے کے مال یا عزّت کو فائدہ پہنچا سکے۔

روکیں جس کا نتیجہ دونوں کیلئے اس عالم میں ذلت اور لعنت اور دوسرے جہان میں عذابِ آخرت اور متعلقین کیلئے بے آبروئی نقصان شدید ہے۔ مثلاً جو شخص کسی کی بیوی سے اس ناجائز حرکت کا مرتکب ہو یا مثلاً زنا تو نہیں مگر اس کے مقدمات مرد اور عورت دونوں سے ظہور میں آویں تو کچھ شک نہیں کہ اس غیرت مند مظلوم کی ایسی بیوی کو جو زنا کرانے پر راضی ہو گئی تھی۔ یا زنا بھی واقع ہو چکا تھا طلاق دینی پڑے گی۔ اور بچوں پر بھی اگر اس عورت کے پیٹ سے ہوں گے بڑا تفرقہ پڑے گا۔ اور مالک خانہ یہ تمام نقصان اس بدّذات کی وجہ سے اُٹھائے گا۔

اس جگہ یاد رہے کہ یہ خُلق جس کا نام احصان یا عِفّت ہے یعنی پاکدامنی۔ یہ اسی حالت میں خُلق کہلائے گا جبکہ ایسا شخص جو بد نظری یا بدکاری کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے۔ یعنی قُدرت نے وہ قویٰ اس کو دے رکھے ہیں جن کے ذریعہ سے اس جُرم کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ اس فعل شنیع سے اپنے تئیں بچائے اور اگر بباعث بچہ ہونے یا نامرد ہونے یا خوجہ ہونے یا پیر فرتوت ہونے کے یہ قوّت اس میں موجود نہ ہو تو اس صورت میں ہم اس کو اس خُلق سے جس کا نام احصان یا عفّت ہے موصوف نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عفّت اور احصان کی اس میں ایک طبعی حالت ہے۔ مگر ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ طبعی حالتیں خُلق کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ اس وقت خُلق کی مدّ میں داخل کی جائیں گی جبکہ عقل کے زیر سایہ ہو کر اپنے محل پر صادر ہوں یا صادر ہونے کی قابلیت پیدا کر لیں۔ لہٰذا جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ بچے اور نامرد اور ایسے لوگ جو کسی تدبیر سے اپنے تئیں نامرد کر لیں اس خُلق کا مصداق نہیں ٹھہر سکتے گو بظاہر ہر عفّت اور احصان کے رنگ میں اپنی زندگی بسر کریں بلکہ تمام صورتوں میں ان کی عفّت اور احصان کا نام طبعی حالت ہو گا نہ اور کچھ۔ اور چونکہ یہ ناپاک حرکت اور اس کے مقدمات جیسے مرد سے صادر ہو سکتے ہیں۔ ویسے ہی عورت سے بھی صادر ہو سکتے ہیں لہٰذا خُدا کی پاک کتاب میں دونوں مرد اور عورت کیلئے یہ تعلیم فرمائی گئی ہے

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ(النور ۳۰) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِن وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور ۳۱.) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا (بنی اسرائیل۳۲) وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا (النور:۳۳) وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا۔۔۔۔۔۔فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَـتِهَا(الحدید:۲۷)

یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں۔ اور ایسی عورتوں کو کھُلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں۔ اور ایسے موقعہ پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں۔ اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں۔ یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُر شہوت آوازیں نہ سنیں۔

(فہرست مضامین)

ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ۱۲، اکتوبر ۱۹۲۸ء خطبہ

باہمی تنازعہ میں فیصلے کا طریق

حضرت

مولانا محمد علیؒ

تشہد، تعوذ

اور تسمیہ کے بعد حضرت

مولیناؒ نے ذیل کی قرآنی آیات تلاوت کیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِک یُبَیِّنُ اللهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ (۳:۱۰۲-۱۰۳)

ترجمہ: ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ (تعالیٰ) کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو مگر ایسی حالت میں کہ تم فرماں بردار ہو۔ اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔“ اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنا کامل دین دنیا میں بھیجا، تو اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک ایسی قوم تیار کی، جو اس سے پیشتر کہ وہ اس پیغام کے حامل ہو سکے، اس کو حد درجہ کی اخوت کے سلسلہ میں منسلک کر دیا۔ اگر وہ اخوت، وہ اتفاق اور وہ اتحاد مسلمانوں میں پیدا نہ ہوتا، تو کوئی کامیابی قطعاً نہیں ہو سکتی تھی۔

یہاں بھی یہی فرمایا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اللہ کی رسی سے مراد بھی قرآن ہے۔ قرآن پر سب کو اتحاد کی دعوت دی ہے۔

اختلاف اور تفرقہ:

تمہاری جماعت کو بھی ایک کام سپرد کیا گیا ہے۔ اور میں اس وقت جو کچھ کہوں گا، اس میں میرے مخاطب آپ لوگ ہی ہوں گے۔ وہ بھی جو یہاں بیٹھے ہیں، اور وہ بھی جو باہر ہیں۔ تمہارے سپرد ایک بڑا عظیم الشان کام کیا گیا ہے۔ اور وہ قرآن کو دنیا میں پہنچانا ہے۔ یہ دو لفظوں میں ہماری جماعت کے بنائے جانے کی اصل غرض ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، کام تب ہی ہو سکتا ہے، جب جماعت میں اخوت اور اتفاق ہو۔ یہ سچ ہے کہ جہاں کچھ لوگ اکٹھے ہوں، وہاں تفرقے بھی ہوتے ہیں۔ مل کر رہنے میں ہمیشہ اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک گھر میں میاں بیوی میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ بھائی بھائی میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ باپ بیٹے میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے تفرقہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ جو بڑی ناگوار صورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی اختلاف تفرقہ تک پہنچ جائے۔

جماعتی اور ذاتی اختلاف:

جھگڑے جو ہم میں پیدا ہو سکتے ہیں، وہ دونوں قسم کے عموماً ہوں گے۔ ایک وہ جو جماعتی امور میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو ہمارے ذاتی اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ جماعتی امور میں جو اختلاف ہم میں پیدا ہوتے ہیں، اگر اُن میں کوئی ذاتی غرض کسی کی پنہاں نہ ہو، تو نہایت آسانی سے ان کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ اختلاف ذاتی ہوتا ہے۔ اور رنگ اس کو جماعتی دے دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح اس اختلاف کا مٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

جماعتی اختلاف میں تصفیہ کا اصول:

اگر ذاتی غرض درمیان میں نہ ہو، تو حضرت مسیح موعود نے ایک ایسا اصول ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی تفرقہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ذاتی اختلاف ہو تو پھر تو مشکل ہے۔ لیکن اگر کسی جماعتی معاملہ میں اختلاف ہو، اور کوئی ذاتی غرض اس کے ساتھ وابستہ نہ ہو، تو اس اصول سے کام لے کر نہایت آسانی سے اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ وہ اصول کیا ہے؟ حضرت صاحب کے سامنے ایک دفعہ ہماری انجمن میں کسی معاملہ پر اختلاف پیدا ہوا۔ کچھ آدمی ایک طرز پر اس کام کو کرنا چاہتے تھے۔ اور دوسرے دوسری طرز پر۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ کو تکلیف دی گئی۔ آپؑ آئے اور فوراً ایک تحریک لکھ کر دے دی۔ جو ہمارے پاس ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے، اور کثرت رائے اس میں ہو جائے، تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔"[1]

انجمن کا پندرہ سالہ تجربہ:

یہ اصول کتنا پکا اور کس قدر امن پیدا کرنے والا ہے! اس کے متعلق ایک تو تقریر کے رنگ میں کہہ سکتا ہوں۔ لیکن عملی شہادت ان لوگوں سے لے لیجئے، جو پندرہ سال سے اس انجمن میں کام کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے نازک وقت اس انجمن پر آئے۔ اور شدید سے شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ لیکن اس اصول پر عمل کرنے سے یک لخت وہ ناپید ہو گئے۔ ایسا ہم نے دیکھا ہے کہ وہ تمام اختلاف، جن کو ہم نے سمجھا تھا کہ سمندر حائل ہو گئے، ایک آن کی آن میں مٹ گئے۔ میں کہتا ہوں۔ پندرہ سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ ہماری جماعت کے اندر اس اصول کے ماتحت کوئی اختلاف باقی نہیں رہ سکتا۔

اختلافی معاملات کو انجمن میں پیش کرو:

یہ تو جماعتی امور کا حال ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ جہاں کوئی جماعتی امر ہو، اور دو یا چار آراء اس کے متعلق ہوں، آپ آئیں اور اسے جماعت کی منتظم انجمن میں پیش کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اس کا فیصلہ کس طرح احسن صورت میں ہو جائے گا۔ جس قدر خوبی سے اس انجمن میں کام ہوتا رہا ہے، اور کسی انجمن میں نہیں ہوتا۔ اور یہ محض اس اصول کی برکت ہے، جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے ہاتھ میں دیا۔

ایک یادگار تصویر ووکنگ ۱۹۵۱ء

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خانؒ اگلی صف میں درمیان میں، مولانا عبدالرحیم جگو (بائیں طرف)، مولانا شیخ محمد طفیل پچھلی صف بائیں طرف

ذاتی تنازعات کا تصفیہ:

تو جب تک ہم اس اصول پر ہیں، اس وقت تک ہمارے جماعتی اختلاف کو مٹے ہوئے سمجھئیے۔ البتہ ذاتی تنازعات کا مٹنا ذرا مشکل کام ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان اپنی خواہشات کے خلاف ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ذاتی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں حقوق اور ذمہ داریوں سے۔ میں نے کسی سے کچھ مال لینا ہے، کسی کا کوئی مال میرے ذمہ ہے۔ یا اور کوئی حقوق یا جائداد کا جھگڑا ہے۔ اس میں چونکہ انسان کی اپنی اغراض اور فوائد وابستہ ہوتے ہیں، اس لئے یہ بند نہیں ہو سکتا، جب تک آخری دروازہ نہ دیکھ لیں۔ اپیل در اپیل کرتے چلے جاتے ہیں۔ گو جانتے ہیں کہ یہ یقینی نہیں، کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو۔ لیکن خرچ کرتے چلے جاتے ہیں! مَیں تو اس کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ کوئی طاقت ہمارے ہاتھ میں نہیں، اس لئے مجبوری ہے۔ تاہم مَیں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ اگر کسی کا کوئی جھگڑا ہو، تو بجائے اس کے کہ وہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں، وہ اپنی جماعت کو حکم بنائیں۔

تلخ کلامی کے ناگوار نتائج:

یہ تو مالی ذمہ داریوں کے جھگڑے ہیں۔ لیکن ایک ایسے جھگڑے ہیں، جو رات دن کی بات چیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بالکل معمولی باتوں سے بعض جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کسی نے کوئی بات کسی سے کہی، اسے

[1] یہ اصول تب ہی کامیاب ہوتا ہے جب سب ممبر جماعتی فیصلوں کے سامنے سر جھکائیں۔ یہ نہ ہو کہ جماعت ایک روز عید کا فیصلہ کرے اور کوئی احباب فون کر کے بلیک میل شروع کر دیں کہ سعودیوں کی مرضی کے دِن عید کریں ورنہ ہم نہیں آئیں گے۔ یا جماعت ایک متفقہ تجویز ایک باہر کے ادارے کو پیش کرنے کے لئے تیار کرے لیکن کوئی اپنی ایک تجویز جو انہوں نے خفیہ رکھی ہے اچانک اُس ادارے کو پیش کر دیں۔ اور شکایت پر جواب دیں ?where's the harm دوسرے الفاظ میں اگر فیصلہ اپنی مرضی کا ہو تو اکثریت کا شور اور اپنی مرضی کے خلاف تو بلیک میل۔

ناگوار گزری، سخت کلامی شروع ہوگئی۔ یا کسی اور صورت میں جھگڑا بڑھ گیا۔ یہ بہت ہی ناگوار صورت ہے!

اسلامی برادری کی بنیاد اخوت پر:

اصل میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں۔ ہماری برادری کی ایک بنیاد باہمی اخوت پر رکھی گئی ہے۔ قرآن میں تو اتنا ہی ہے فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا لیکن حدیثوں میں بڑی تشریح فرمائی ہے۔ اور اگر نہ بھی تشریح فرماتے، تو کہاں وہ دل، جو ایک دوسرے سے اس قدر دور ہو چکے تھے کہ کُنْتُمْ اَعْدَآءً کے مصداق تھے، ان میں اس قدر الفت پیدا کر دی کہ بھائی بھائی بنا دیا۔ خود یہ نظارہ ہی بتاتا ہے کہ اسلام ہمیں کس مقام پر کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اخوتِ اسلامی کا بلند معیار:

لیکن یہیں تک نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اخوت کو مضبوط کرنے کے لئے بہت کچھ فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے دو چار باتیں آپ یاد رکھیں۔ کچھ باتیں تو وہ ہیں، جن میں اخوت کے اثبات کا بیان فرمایا ہے۔ اور کچھ وہ ہیں، جن میں نفی کا رنگ ہے۔ وہ باتیں، جن میں اثبات کا رنگ ہے، ان میں فرمایا اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ایک مومن کا تعلق دوسرے مومن کے ساتھ ایسا ہے، جیسے عمارت ہوتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں عمارت کس طرح بنتی ہے؟ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے عمارت بنائی جاتی ہے۔ کوئی مٹی لے آتے ہیں، کوئی اینٹ، کوئی لکڑی، کوئی لوہا اور ان سب کو جوڑ کر اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی جاتی ہے۔ اور یہ لفظ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا کہ یوں ایک دوسرے کے ساتھ مومن ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ دوسری بات فرمائی اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَۃُ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اور وہ خیر خواہی کس کی ہے؟ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِھِمْ اللہ کے لئے، اس کے رسول ﷺ کے لئے، پیشرؤوں کے لئے، اور تمام لوگوں کے لئے۔ اس میں لیڈروں سے اور پبلک سے خیر خواہی کو بھی دین قرار دیا۔ اور ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز اور زکوٰۃ پر بیعت کی۔ تو آپ ﷺ نے اس پر ایک شرط اور بڑھا دی۔ اَلنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مسلمانوں کی خیر خواہی بھی ایسی ہی ضروری ہے، جیسے نماز اور زکوٰۃ۔ تیسری بات فرمائی اَلْمُسْلِمُوْنَ كَجَسَدٍ وَاحِدٍ اِذِ اشْتَكٰى بَعْضُہٗ اِشْتَكٰى كُلُّہٗ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر ایک مسلمان کو تکلیف ہو، تو سب کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں، جو اثبات کا رنگ رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ باتیں نفی کے رنگ کی ہیں۔ کہ ان سے بچنا چاہئیے۔ فرمایا اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَيَدِہٖ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ نہ اس کی زبان سے مسلمانوں کو دُکھ پہنچے، نہ ہاتھ سے۔ اور بھی کچھ باتیں ہیں۔ مگر سرِ دست ان کا ذکر چھوڑتا ہوں۔

زبان کا جائز و ناجائز استعمال:

یہ ایک بڑا جامع اصول ہے۔ یہ زبان، چھوٹی سی زبان، جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے کہ اس کے زخم نیزوں کے زخموں سے بڑھ کر ہوتے ہیں، ایسی چیز ہے۔ کہ بہت سے فسادات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْہِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ جو شخص ضامن ہو جائے اس چیز کے لئے، جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے، اور جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے؟ مَیں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔ اتنی اہم چیز یہ زبان ہے۔ اس کو سنبھال کر اور ٹھیک طور پر استعمال کرنے والے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں اس کے لئے جنت کا ضامن بن جاتا ہوں۔ قرآن نے بھی بار بار تاکید فرمائی ہے کہ غصہ کو روکنا چاہئیے۔ وَالْکَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ (۳:۱۳۴) کَظَمَ کسی چیز کو دبادینے کا نام ہے۔ تو غصہ کو دبانے والوں کو اچھے لفظوں میں یاد کیا ہے۔

غصہ کو دبانا ضروری ہے:

یہ یاد رکھئے کہ اگر آپ چاہیں کہ اپنی طبیعت کو آزاد چھوڑ دیں۔ اور کسی قسم کا جبر اس پر نہ کریں، اور پھر بلند اخلاق بھی بن جائیں، تو یہ ناممکن امر ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو برائیوں سے بچانے کے لئے جیل خانہ میں نہ ڈالے، اور اپنے آپ پر جبر نہ کرے، اس وقت تک بلند اخلاق نہیں ہو سکتا۔ غضب بڑی بُری چیز ہے۔ اس سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو قید خانہ میں ڈالنا چاہئیے۔ جب غضب آئے تو اس کو دبا دینا چاہئیے۔ وہ مثال تو آپ نے سنی ہوگی حضرت امام حسنؓ کی۔ کہ ایک غلام کے ہاتھ سے سالن کا پیالہ آپؓ کے ہاتھ کے اوپر گر پڑا۔ آپؓ نے غصہ کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا وَالْکَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ آپؓ نے اسی وقت نظر نیچی کر لی

اور غصہ کو دبالیا۔ اس نے آگے پڑھا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (۳:۱۳۴) آپؐ نے فرمایا مَیں نے تجھے معاف کیا۔ اس نے اس سے آگے پڑھا۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۳:۱۳۴) آپؐ نے فرمایا مَیں نے تجھے آزاد کیا۔ یہ مثال ہے کہ کس پایہ پر یہ لوگ پہنچے ہوئے تھے! اور کیا قرآن کی تعلیم پر ان کا عمل تھا! اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

پہلوان کون ہے ؟:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ پہلوان وہ نہیں، جو کشتی میں پچھاڑ دیتا ہے۔ پہلوان وہ ہے، جو جب غصہ آئے، تو اسے روک لے۔ یہ چیز ہے عمل کرنے کی۔ یہ چیز ہے دبانے کی۔ غصہ کو دبانا قوم کے اندر اتحاد پیدا کرنے کے لئے بڑی ہی ضروری بات ہے۔ بہادری یہ نہیں کہ میں نے فلاں وقت فلاں شخص کے بالمقابل ڈنڈا اُٹھالیا تھا۔ اور اس کی بات کو برداشت نہیں کیا۔ بہادری یہ ہے کہ دوسرا بُرا کہے، تو انسان اس وقت برداشت اور صبر دکھائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی نامردی اور کمزوری ہے کہ کسی شخص نے شان میں کوئی بات کہہ دی، تو اس سے رنجیدہ ہو کر گالیاں دینے یا مارنے لگ جائے۔ نبی کریم فرماتے ہیں کہ لوگ اللہ کا بیٹا بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ تو وہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے۔ نبی کریم کو بھی لوگ دُکھ دیتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ بعض لوگوں کو آپؐ کا فیصلہ ناپسند تھا۔ انہوں نے ایسی باتیں کہیں، جو ناپسندیدہ تھیں۔ ایک شخص نے نبی کریم کو یہ بات پہنچادی۔ آپؐ کو اس سے بہت ہی رنج ہوا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں پچھتایا کہ میں نے کیوں آپؐ سے ذکر کیا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ میں ان باتوں پر صبر کرتا ہوں، جس طرح حضرت موسیٰؑ نے صبر کیا، جنہیں اس سے بھی زیادہ دُکھ دیا گیا۔

مسلمان کو گالی:

دو باتیں اور بھی حدیث میں ہیں۔ جو مسلمان کے متعلق فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ ہے۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ گالی سے مراد یہ نہیں کہ کسی کو ماں بہن کی گالی دے دی۔ نہیں۔ بلکہ جتنے سخت لفظ کہے جائیں، وہ گالی ہیں۔ ایک دفعہ نبی کریم کے پاس یہودی آئے۔ انہوں نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کی بجائے کہا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ تم پر موت آئے۔ حضرت عائشہؓ کو اس پر رنج ہوا، اور انہوں نے جواب دیا کہ موت آئے تم پر، اور تمہارے اہل و عیال پر۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا۔ اے عائشہؓ! اللہ تعالیٰ فحش کو پسند نہیں کرتا۔

مسلمان کے حقوق مسلمان پر:

پس تم ان باتوں پر مضبوطی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ اگر کسی کو کسی بھائی کے لفظوں سے دُکھ پہنچا ہو، تو میں چاہتا ہوں کہ وہ برداشت کرے۔ ایک طرف تو مسلمان کے مسلمان پر وہ حقوق ہیں۔ کہ ایک اگر چھینکتا ہے، تو دوسرا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے۔ اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر رنج مناتے اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں! کس قدر معمولی بات ہے چھینکنا۔ مگر فی الحقیقت کس قدر ایک دوسرے کے دلوں میں محبت و اُلفت پیدا کرنی چاہی ہے۔ کہ اس پر بھی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنے کی ہدایت کی۔

تو میرا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی اختلاف اور کوئی جھگڑے ہم میں پیدا ہوں، تو ان کو بڑھانے کے بجائے جماعت کے ذریعہ سے طے کر لینا چاہئیں۔ پچھلے دنوں کوئی رسم و رواج کا یہاں فیصلہ ہوا، تو میں حیران ہوا یہ سن کر، کہ ہمارے ایک دوست فرماتے ہیں، کہ ہمیں کسی خوشی کی تقریب سے روکنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے! یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا کوئی خیال کسی کو پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہی دوستوں کو خوشیوں سے روکنا مقصود ہے۔ اگر کسی دوست کو خُدا نے مال دیا ہے، تو اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اسے ایسی تقریبات پر خرچ کرے۔ لیکن کیا کریں؟ قوم مری پڑی ہے۔ قوم کو زندہ رکھنے کے لئے کہتے ہیں کہ اتنا خرچ نہ کرو کہ دوسروں کے لئے بُرا نمونہ ہو۔

غرض جتنا ان باتوں کو کم کیا جائے، اسی قدر تمام جھگڑے آسانی سے طے ہو سکتے ہیں۔ کوئی ذاتی یا کوئی مالی اختلاف ہو، اسے زیادہ بڑھانے کے بجائے جماعت کے ذریعہ سے طے کرلے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ الگ رہے۔ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے علیحدگی رکھنا، یہ بھی مسلمان کے لئے حلال نہیں رکھا۔ چہ جائیکہ کسی غصہ اور رنج کو بڑھایا جائے۔ مت اِن باتوں کو لمبا کرو۔ جتنا ممکن ہو مختصر کرو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یہ حالت نظر آتی ہے کہ مسلمان ڈوبتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ اختلاف اور تفرقہ کی خلیج نے انہیں تباہ کر دیا ہے!

احمدی جماعت کا کام:

تمہاری جماعت کے متعلق غیر وں کے اچھے خیالات ہیں۔
مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے تم بہت کچھ کر سکتے ہو
سب مریضوں کی ہے تم پہ نگاہ۔ تم مسیحا بنو خُدا کے لئے

یہ کام جو تم نے شروع کر دیا ہے، جس کو ایک حد تک تم نے پہنچا دیا ہے۔ آؤ اور باہمی رنجشوں کو دور کر کے، اور ایک ہو کر اسے کر واور تکمیل تک پہنچاؤ۔ (پیغام صلح۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(فہرست مضامین)

جلال اُن کا

عروجِ ابنِ آدم ہے نظر اُنؐ کی خیال اُنؐ کا
شعور و آگہی کیا ہے؟ ادا اُنؐ کی جمال اُن کا
جہاں میں عظمتِ آدم کو سجدہ کس نے کرنا تھا
نہ ہوتا وُسعتِ کون و مکاں میں گر جلال اُنؐ کا

(کلامِ علوی) (فہرست مضامین)

کلامِ گورونانک۔

گفتار کی طاقت

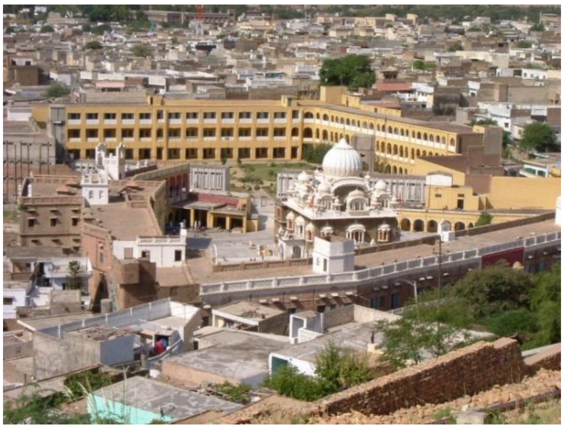

گوردوارا پنجہ صاحب حسن ابدال

Photo from TheFranek2 –
https://www.panoramio.com/user/1353998

پوڑی ــــــ ۳

جسے گفتار کی طاقت حاصل ہے وہ قدرتِ حق کا ثنا خواں ہے۔
جسے اس کی شانِ کریمی کا ادراک میسّر ہے وہ اس کی نعمتوں کے گُن گاتا ہے۔
کوئی اس کی صفات اور عظمت کا حسن بیان کرتا ہے تو کوئی علم و تفکر سے اس کا ثنا خواں ہے۔
کوئی شخص یوں گا رہا ہے" وہ تن کو بنا کر پھر اسے خاک میں ملا دیتا ہے"
کوئی یہ گا رہا ہے۔" وہ جان لے کر پھر جلا دیتا ہے"
کوئی گاتا ہے" وہ دور نظر آتا ہے لیکن پاس ہے"
اور کوئی یہ گا رہا ہے" حق المطلق حاضر و ناظر ہے"

ਗਾਵੈ ਕੋ ਤਾਣੁ ਹੋਵੈ ਕਿਸੈ ਤਾਣੁ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਦਾਤਿ ਜਾਣੈ ਨੀਸਾਣੁ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਗੁਣ ਵਡਿਆਈਆ ਚਾਰ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਵਿਦਿਆ ਵਿਖਮੁ ਵੀਚਾਰੁ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਸਾਜਿ ਕਰੇ ਤਨੁ ਖੇਹ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਜੀਅ ਲੈ ਫਿਰਿ ਦੇਹ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਜਾਪੈ ਦਿਸੈ ਦੂਰਿ ॥
ਗਾਵੈ ਕੋ ਵੇਖੈ ਹਾਦਰਾ ਹਦੂਰਿ ॥

گاوَے کو تانُ ہووے کِسے تانُ
گاوَے کو داتِ جانَے نیسانُ
گاوَے کو گُنُ وڈِیائیاں چار
گاوَے کو وِدِیا وِکھمُ وِیچارُ
گاوَے کو ساجِ کرے تنُ کھیہ
گاوَے کو جی ء لے پھِر دَیہ
گاوَے کو جاپَے دِسَے دُوْرِ
گاوَے کو ویکھَے ہادرا ہُدورِ

(فہرست مضامین)

اپنی کتاب ست بچن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا ہے کہ بابا گورو نانک جی مسلمان تھے۔